AHMADYYA MOVEMENT BRITISH-JEWISH CONNECETION

احمدیہ موومنٹ، انگریز، یہودی تعلقات

(قسط ۱۳)

ایک ذھین و فطین بہروپیا:

مرزا غلام احمد قادیانی اپنی متعینہ خدمات سے کبھی غیر حاضر نہیں رہا۔ ہندوستان اور دیگر عالمی خطوں میں برٹش استعمار کو مستحکم کرنے کی خاطر اس نے اپنے آپ کو انگریز کے حوالے کر رکھا تھا۔ مرزا نے بڑی عیاری کے ساتھ اپنے منصوبے کو آگے بڑھایا۔ چیلنج للکار، اور اس الہام و وحی کے ذریعہ جو اسے خداوند خدا (دوسرے الفاظ میں رب قادیان للمترجم) کی طرف سے نازل ہوئی تھی اپنے کاروبار کو چلایا۔ اسی احمقانہ اور بے ربط انداز گفتگو کی وجہ سے مرزا کی ذہنی اور جسمانی بیماریاں (اضطراب، بے چینی، ذیابیطس اور ہسٹیریا وغیرہ) دوبارہ عود کر آئیں۔ فکر و دانش رکھنے والے طلباء مرزا غلام احمد قادیانی کی ذہنی سلامتی کا معائنہ کرنے کے لئے مجبور ہو گئے۔ ایک انڈین عیسائی استاد مسٹر دانیال Danial موصوف کو دیکھنے کے لئے قادیان جا پہنچے۔ اور مرزا قادیانی کی ذھنی کارکردگی کا مطالعہ کرنے کے لئے ان پر سات عدد سوالات جھاڑ دیئے۔ بعد میں جریدہ ریویو آف ایلجینس نے ان سوالات کے جوابات شائع کئے (ملاحظہ ہو جریدہ The British Supplement نمبر ۲ ماہنامہ اشاعت السنتہ جلد نمبر ۸، شمارہ نمبر ۹ ص ۲۶۲-۲۶۱۔ انگلش جریدے نے مرزاجی کی ذھنی اور جسمانی کج روی سے انکار نہیں کیا۔ لیکن دعویٰ کیا کہ حضرت محمد ﷺ نے (آنے والے للمترجم) مسیح موعود کی نعوذباللہ یہی علامات بتائی تھیں۔ ایک دوسرے انگریز اسکالر ڈاکٹر ایچ، ڈی گرس وولڈ Dr.H.D.Gris world مرزا غلام احمد قادیانی کے بارے میں اس نتیجے پر پہنچے کہ مرزا غلام احمد قادیانی ایماندار تھا۔ لیکن خود فریبی کے عارضے میں مبتلا تھا۔ قاہرہ مشنری کانفرنس نے بیان کیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی ۱۹۰۶ء میں ستر سال کے ہو چکے ہیں۔ ان کا مذہبی جوش اور یقین کامل ایک بڑے تناسب کے لحاظ سے ان کی نجی اور ذاتی محرکات کا معجونِ مرکب بن چکی ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مرزا غلام احمد قادیان ایک معروف اور مقرر کردہ "فراڈ" ہے۔ اسی صورت حال کے تحت مرزا کے کمال فن کا خاتمہ ایک بد ترین شکل میں ہوگا۔ ملاحظہ ہو(The Mohammaden world today۔ ۲۔ قرطاس جو قاطرہ کی اولین مشنری کانفرنس کے بارے میں چار اپریل ۱۹۰۶ء کو شائع کیا گیا۔ اور ۱۹۰۶ء کو لاہور میں طبع ہوا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے دعاوی اور اس کے وحی والہامات پر مشتمل شطرنج کے مہروں کی جو چال بچھی ہوئی ہے۔ شطرنج کی اس چال پر غور کرنے کے بعد ہم یہ نتیجہ اخذ کرنے پر مجبور ہیں کہ وہ دیدہ و دانستہ ایک سوچا سمجھا دغا باز بنا ہوا تھا۔ وہ سامراج کی ضروریات کو سمجھتا تھا اور ان انگریزی ضروریات کو پورا کرنے کی خاطر اللہ پاک کا نام استعمال کرتا تھا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا سارا کھیل یہ تھا کہ دین اور مذہب کی قیمت فروخت لگا کر، ترقی، سرفرازی، اور شہرت حاصل کی جائے اور زر و دولت کو جمع کیا جائے۔ قادیانیوں کی بائیبل (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی کے وحی

والہامات کا مجموعہ للمترجم) تذکرہ بے تکی باتوں اور ایسے بے سروپا لوازمے کا مجموعہ ہے جو اس قادیانی نا ٹہجل سے قبل کسی بھی مقدس انسان کی زبان مبارک سے نہیں سنی گئیں۔ مرزا کے وحی والہامات کا یہ مجموعہ (تذکرہ) عربی فارسی اردو ہندی اور پنجابی زبانوں پر مشتمل ہے جو گھٹیا۔ طبیر واضح اور زبان کے اغلاط سے بھرپور ہے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ مرزا کے وحی والہامات کا مجموعہ ایک ایسی کھچڑی ہے جس کا کوئی واضح اور مخصوص مفہوم بیان نہیں کیا جا سکتا۔ مبینہ وحی والہامات کے بارے میں قادیانیت کے پیروکار، کئی ایک تاویلیں اور تشریحات کرتے ہیں جس کے کچھ الہامات اعداد اور ہندسوں میں پائے جاتے ہیں۔ اور بعض وحی والہامات ایسی نہ سمجھی جانے والی زبانوں میں دستیاب ہیں جن کا وصول کنندہ خود تسلیم کرتا ہے کہ مذکورہ (نام نہاد) خدائی کلام وہ خود بھی نہیں سمجھ پاتے تھے۔ یہ احمقانہ باتیں اس جھوٹے دیوتا کے دعویدار کے داخلی احساسات، جذباتی بحران اور اس کی ذہنی رکاوٹ کا عکس ہیں۔ یا یوں سمجھ لیجئے کہ مذکورہ مدعی مرزا غلام احمد قادیانی کا ذہن ایک ایسے جذباتی راستے پر چل رہا تھا کہ جس کے عقب میں کوئی دوسری لہر سنگ درہ بن کر چل رہی ہو۔ مرزا اپنی پوری زندگی میں مختلف امراض میں مبتلا رہا۔

مثلاً ہسٹیریا، سر کا چکرانا، ذیابیطس، درد شقیقہ، قولنج، تپ دق، مالیخولیا، جنسی کمزوری، شدید اور متواتر قسم کی پیچش وغیرہ موصوف نے کچھ مافوق العادات باتیں اپنے اندر پیدا کر لی تھیں۔ ذہنی لحاظ سے وہ ایک پاگل اور دیوانہ انسان تھا۔ تاہم ہر لحاظ سے بد طینت۔ دغا باز اور شرارت سے بھرا ہوا۔ وہ اجنبی طاقتوں کا پٹھو تھا۔ اور اپنے سیاسی مشن کے ساتھ نیک نیت۔ اس کے سارے کاموں کا مرکزی کردار، جہاد کی تنسیخ، برطانیہ کے ساتھ وفاداری، عالم اسلام کو انگریزی شہنشاہیت کے زیر نگیں دیکھنے کی آرزومندی اور ہندوستان میں برطانوی استحکام کے لئے بطور ایک گماشتہ اپنی خدمات پیش کرنا تھا۔ مرزا اپنے نقاد مخالفین کے بارے میں پرلے درجے کی غیر پسندیدہ درشت اور ناگوار، زبان استعمال کرتا تھا۔ اس کے برعکس اپنے غیر ملکی استاد حکمرانوں کے لئے انتہائی نرم اور تابع فرمان زبان کو برقرار رکھتا تھا۔ ٹھوس شہادتوں کی بنیاد پر یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ مرزا کا کوئی بھی الہام، وحی یا خواب نہیں ملتا جو کسی بھی لحاظ سے انگریزی سیاست کے مفاد کے خلاف ہو یا ہندوستان کو کالونی بنا کر رکھنے والی طاقت کی غلطیوں پر گرفت کرنے والے ہوں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا ہر لفظ جس کے متعلق اس کا دعویٰ تھا کہ وہ الفاظ خدا کی طرف سے نازل کردہ ہے۔ مرزا کے الفاظ برطانوی حمایت اور اپنی سمت کے لحاظ سے ان کے رخ کا تعین اسلام کی مخالفت میں ہوتا ہے۔ امت مسلمہ کی غلامی اور برطانیہ کی اقتصادی فوقیت پر (اس کا "رب قادیان" للمترجم) مسرت سے جگمگاتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ یہ حقیقت ٹھوس اور واضح بنیادوں پر عیاں ہے کہ قادیانیت کا منبع اور اس کا آغاز یہودیت اور استعمار کی پشت پناہی سے ہوا ہے۔ یہودی اثر و رسوخ اور اس کے زر تعاون نے برٹش سرکار کے خفیہ کلیسائی کلب کے ساتھ مل کر احمدیت (قادیانیت) کے اس ننھے منھے پودے کو ایک تناور درخت کی شکل میں پھلنے پھولنے کے لئے آبیاری کی۔ اس تخریب کار تحریک کو اپنے سامراجی عزائم عالم اسلام کے اتحاد کو پارہ پارہ کر دینے اور اسلام کے بدن میں تفرقہ بازی اور پھوٹ ڈال کر عالم اسلام کے اتحاد کو پارہ پارہ کر دینے کی خاطر، یہود و نصاریٰ نے مل کر نائب بشپ مقرر کر رکھے تھے۔

ایک پسندے والی دو حصوں پر مشتمل یکجا تمثیلی بوتل کی نغمہ نگاری:

اپنے آپ کو اسلام کا ایک غازی مرد کی حیثیت سے مرزا غلام احمد قادیانی نے ۱۸۷۲ء میں ہندوستانی اخبارات اور جرائد میں اپنے مضامین بھیجنے کا آغاز کیا۔ بعد ازاں انہوں نے ویدوں کی فلاسفی اواگون یا تناسخ یعنی ایک روح کا دوسرے قالب میں جنم لینے کے موضوع پر آریہ سماج، برہمو سماج اور دیو سماج کے پیشواؤں سے بحث و مباحثہ شروع کر دیا۔ وہ اپنی شخصیت کی خاطر بہ حیثیت اسلام کے محافظ اور ناصر کے وحی و الہام پر مبنی ایک تحریک پیدا کر رہا تھا۔ ۱۸۷۹ء میں مرزا اپنی کتاب براھین احمدیہ کی تدوین کے لئے مصروف ہو گئے۔ ۱۸۸۴ء میں اس کتاب کے پہلے چار حصے منظر عام پر آئے۔ مرزا جی کی اپیل پر کتاب کی طباعت کے لئے کھاتے پیتے اور مشاہیر مسلمانوں نے اس کے ساتھ دل کھول کر تعاون کیا۔ معاونین حضرات سے خلیفہ سید محمد حسن دیوان (یعنی وزیر اعظم للمترجم) پٹیالہ (ا) نواب آف بھوپال، حیدر آباد دکن کے مولوی چراغ علی، لدھیانہ کے نواب محمد علی خان اور سردار غلام احمد رئیس آف واہ (اٹک) پیش پیش تھے۔ براھین احمدیہ کتاب کی پہلی جلد میں فارسی زبان کی دو عدد نظمیں ہیں اور مرزا غلام احمد قادیانی کی طرف سے ایک لمبا چوڑا اعلان ہے جس میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ اس کتاب کے اندر اسلام کی حمایت میں جو دلائل پیش کئے گئے ہیں اگر کوئی شخص مذکورہ دلائل کو غلط ثابت کرنے کی ہمت کر سکتا ہو تو ایسے شخص کو مبلغ دس ہزار روپے بہ طور انعام پیش کئے جائیں گے۔ مرزا کا یہ ایک طویل اور بے مصرف سا دعویٰ تھا خود اس کے بیٹے مرزا بشیر احمد آنجہانی نے اس دعوی پر ریمارکس دیتے ہوئے لکھا کہ اس کتاب کے اندر ان کے باوا مرزا قادیانی اسلام کے حق میں ایک دلیل بھی پیش نہ کر سکے (کتاب سیرۃ المہدی صفحہ ۹۳، جلد اوّل مرزا بشیر احمد ایم اے)

> نوٹ از مترجم:۔ مرزا بشیر احمد ایم اے کے اصل الفاظ یہ ہیں کہ تین سو دلائل جو آپ (مرزا قادیانی) نے لکھے تھے ان میں سے مطبوعہ براھین احمدیہ میں صرف ایک ہی دلیل بیان ہوئی ہے اور وہ بھی نامکمل طور پر..... نوٹ از مترجم نمبر ۲ فاضل مصنف نے سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ ۹۳ کا حوالہ درج کیا ہے۔ جب کہ اس کے برعکس ۱۹۳۵ء کی مطبوعہ سیرت المہدی جلد اوّل میں مذکورہ حوالہ صفحہ ۱۱۲۰ پر دستیاب ہے۔ صفحات کی الٹ پھیر قادیانیوں کا ایک پرانا وطیرہ ہے۔ للمترجم سبطین لکھنوی)

مرزا غلام احمد قادیانی نے عوام کے اسلامی اعتماد کو قائم رکھنے اور تجارتی نقطہ نظر سے اپنی کتابوں کو فروخت کرنے کا کاروبار شروع کیا تھا۔ اس نے براہین احمدیہ کی قیمت سب سے پہلے پانچ روپے مقرر کی۔ پھر اس کا نرخ دگنا کر دیا گیا۔ اور آخر میں پچیس روپے تک براھین احمدیہ کے ھدیہ کو بڑھا دیا۔ وہ تو ایک سو روپے تک قیمت بڑھانے کا آرزومند تھا۔ بعد میں اس خیال کو چھوڑ دیا۔ ہندوستانی مسلمانوں کے نام پیشگی رقم ارسال کرنے کی اپیل کی گئی۔ پہلے براھین احمدیہ کتاب کی پچاس جلدیں لکھنے کا وعدہ ہوا۔ لیکن مرزا صرف پانچ جلدیں شائع کر سکا۔ اوّلین چار جلدیں ۱۸۸۴ء تک شائع ہوئیں اور پانچویں جلد تیس سالوں کی سبک رفتاری کے ساتھ مرزا غلام احمد قادیانی کے مرنے کے بعد ۱۹۰۸ء میں منظر عام پر ظہور پذیر ہوئی۔ براھین احمدیہ کتاب وحی ربانی الہامات اور خواب و خیال کی ایک کثیر

تعداد اپنے اندر رکھتی ہے۔

ان فضول لغویات کو اس نے مذہبی سیاست کے تدبیری منصوبے کے تحت شرارتاً بدنیتی اور بدذاتی سے پیدا کیا تھا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے خفیہ اور پوشیدہ طریقوں سے اپنے دعوائے نبوت کو ابتداء میں ظاہر کر دیا تھا۔ احمدیہ (قادیانی) ڈرامے کی ابتداء کرنے میں نہ تو وقت موزوں تھا اور نہ ہی مرزا ہندوستانی مسلمانوں کے تندو تیز غیظ و غضب کو دعوت دے سکتا تھا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے ابتداء ہی میں دعوائے نبوت کے خفیہ اور پوشیدہ طریقے

براہین احمدیہ کتاب کی تدوین کے وقت مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے اصل مقصد کو چھپایا۔ مستقبل کے متقاضی امورات عامہ اور وقت کے نازک حالات کی بنا پر اس نے انتہائی عیاری اور دانائی سے اپنے دعوائے نبوت کو ملتوی کر دیا۔ الحکم قادیان مطابق ۱۷ اگست ۱۸۹۸ء میں مطبوعہ ایک خط کے اندر مرزا قادیانی لکھتا ہے۔ اس پر وحی نازل ہوئی کہ دنیا میں ایک بدو آیا۔ لیکن دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن اس کے اس دعوئے نبوت کے بعد امت مسلمہ کی طرف سے سخت قسم کی گرفت کے رد عمل کا اندیشہ تھا لہذا مرزا نے اپنی اس وحی کی قرات کو دوسرے الفاظ میں پیش کیا اور اپنی کتاب میں اس طرح لکھا دنیا میں ایک نذیر آیا الفاظ کے اندر یہ ہیرا پھیری اور افزوں گرمی بہ بانگ دھل اس کے اصل مقاصد کی ایک ایسی مثال ہے جو یہ ظاہر کرتی ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے مستقبل کے بارے میں کیا سوچ رکھا تھا؟ یہ افزوہ گری اس کے فریب دغا بازی اور ھیرا پھیری کا ایک تصنع آمیز بڑبولا پن ہے۔ قرآن مجید اور رسول اللہ ﷺ کے حکم کے امتناعی کے باوجود مرزا غلام احمد قادیانی اپنے ذھن کو تبدیل نہ کر سکا۔ اور وہ کر سکتا ہی نہیں تھا۔ اس نے بتایا کہ کچھ لوگوں کی طرف سے بعض اطراف سے تعریفی کلمات موصول ہوئے ہیں۔ تحریک احیاء اسلام کی خاطر شور و غوغا مچانے والے کو مرزا غلام احمد قادیانی نے کیونکہ اسلام کے نام نہاد دفاع کی خاطر خود اپنے ہی وضع کردہ طریقوں سے حملے کئے تھے۔ تاہم دور اندیش مسلمانوں نے بہر صورت مرزا غلام احمد قادیانی کے دعاوی پر اپنی گرفت ظاہر کر دی انہیں یقین تھا کہ مرزا کسی سیاسی مشن کی خدمت، مکاری، ریاکاری، منافقت اور حیلہ سازی سے بجا لانے میں مصروف ہے۔ کتاب براھین احمدیہ کی طباعت کے بعد اس نے نجی محفلوں میں بھی میر محفل بننا شروع کر دیا۔ اس کے پاس اسراف کرنے والی اور شاہ خرچ زندگی بسر کرنے کی خاطر زر و دولت کافی آچکی تھی مرزا غلام احمد قادیانی کے بعض رفقاء کار نے اس پر یہ الزام لگایا بلکہ دردناک اور ماتم خیز طریقے سے اس افسوس ناک صورت حال کا اظہار کیا کہ ہم لوگ مرزا غلام احمد قادیانی کو اسلام کی تبلیغ کی خاطر اپنے خون پسینے کی کمائی پیش کر دیتے ہیں لیکن یہاں عالم یہ ہے کہ ہماری کمائی مرزا کی بیوی صاحبہ کے زیورات خرید کرنے میں صرف ہو رہی ہے۔ ان تنہا اور ضعیف آوازوں کا گلا گھونٹ دیا گیا۔ (بہ حوالہ الفاروق ۷ ستمبر ۱۹۳۸ء) اور دیگر قادیانی اکابر کے بیانات۔ خواجہ کمال الدین قادیانی مرزا قادیانی کے غریب ترین رفیق اور بعد میں لاہوری قادیانیوں کے پیشوا۔ کتاب کشف اختلاف از سید سرور شاہ قادیانی صفحہ ۱۵ کتاب اذکار الحکیم نمبر ۱ - تا نمبر ۶، مطبوعہ مبارک برادرز پٹیالہ اسٹیٹ مطبوعہ ۱۹۰۷ء - ۱۹۰۶ء نوٹ مذکورہ بالا کتاب ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی کی ہے مرزا کے ایک پر

جوش پیروکار تھے۔ موصوف نے مرزا قادیانی کے اس کھلم کھلا ٹیکنیک کا سب سے پہلے انکشاف کیا کہ دین اسلام کی تبلیغ کی خاطر جمع شدہ رقم مرزا غلام احمد قادیانی کی ذاتی مصارف میں خرچ ہو رہی ہے۔

پچاس سال کی عمر کے باوجود ۱۸۸۴ء میں مرزا غلام احمد قادیانی کو دوسری شادی رچانے کی سوجھی۔ مرزا سلطان احمد اور مرزا فضل احمد اس کی پہلی بیوی کے بطن سے دو بیٹے تھے۔ اگرچہ وہ ذہنی صحت کی خرابی کا رونا روتا تھا۔ در کئی ایک امراض مزمنہ Chronic, diseas مثلاً تپ دق، ذیابیطس، درد شقیقہ کا مریض تھا۔ اس کا دعویٰ تھا کہ اس کی ساری جنسی توانائیاں ختم ہو چکی ہیں اس کے باوجود اس نے اس وحی کا دعویٰ کیا کہ اس کی دوسری شادی خدیجہ کے ساتھ ہو گی (کتاب تذکرہ طباعت دوئم صفحہ ۷۳ اشاعت ربوہ) ۱۷ نومبر ۱۸۸۴ء کو ان کی شادی نصرت جہان کے ساتھ ہوئی۔ یہ میر ناصر نواب کی لڑکی تھی جو محکمہ انہار کا ایک معمولی کلرک تھا اور ایک عرصہ دراز تک مرزا قادیانی کا مخالف رہ چکا تھا جن دنوں مرزا طویل و عریض مذہبی دعاوی کا دعویدار تھا۔ مرزا غلام احمد قادیانی تیسری شادی کا بھی انتہائی مشتاق تھا اور محمدی بیگم کے عشق کے دلدل میں اس حد تک دھنس چکا تھا کہ وہ اس خیالِ عشق کو مزید آگے جاری نہ رکھ سکا۔ ۱۸۸۵ء میں مرزا غلام احمد قادیانی نے مجدد وقت ہونے کا دعویٰ کیا اور اس دعویٰ کے اگلے سال تنہائی کے لئے جائے پناہ کی تلاش میں چالیس روزہ چلہ کشی کے لئے ہوشیار پور جا پہنچا۔ چلہ کشی کے بعد ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو اس نے اعلان کیا کہ اس کو ایک خوبصورت اور پیارا بچہ عطا کیا جائے گا۔ جس کا نام عمنوائیل اور بشیر ہو گا۔ وہ اولین اور آخرین تجلی کا مظہر ہو گا۔ مظہر الحق والعلی۔ اسے اللہ پاک فلک ابقلاء سے نازل کر رہے ہیں۔ ۱۹۴۴ء میں اپنے مبہم، بے سروپا اور غیر واضح تاویلات کے بل بوتے پر مرزا کے بیٹے مرزا محمود قادیانی نے اپنے باپ کی اس پیشگوئی کے بعد مصلح موعود کا دعویٰ کر دیا۔ یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کو مرزا نے اعلان کیا کہ اللہ پاک نے اسے اپنی جماعت بنانے اور لوگوں سے بیعت لینے کا حکم دیا ہے۔ احمدیہ (قادیانیت) بیعت فارم کا مطلب یہ ہے کہ احمدی (قادیانی) جماعت میں داخل ہونے کے لئے کچھ شرائط کی ترغیب دی جائے۔ مذکورہ شرائط کی چوتھی شکل جو فطرت میں بھی شامل ہے وہ یہ ہے کہ بیعت کنندہ کو برطانوی حکومت کا نمک حلال وفادار بنایا جائے۔ مرزا قادیانی نے حسب ضابطہ ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو لدھیانہ میں بیعت لی۔ مرزا محمود قادیانی مذکورہ چوتھی شرط کے مراد و معانی پر روشنی ڈالتے ہوئے کہتا ہے۔ (قادیانی) جماعت کی پیدائش کے وقت ہی جماعتی ارکان کو برٹش سرکار کے ساتھ وفاداری ہر قسم کی خلاف قانونی حرکات، مزاحمت، بے چینی اور ہل چل مچانے سے کنارہ کشی اور اجتناب برتنے کے لئے کہہ دیا گیا تھا۔ قادیانی تحریک کے بانی نے بنیادی طور پر اپنی جماعت کے اندر قانون پر پابند رہنے والی سوسائٹی تیار کی۔ یعنی قادیانی جماعت کا ہر رکن قانونی طور پر بنی ہوئی اس انگریزی حکومت کا مکمل طور پر وفادار رہے گا۔ انگریزی قانون سے روگردانی کرنے کا طریقہ اپنائے گا۔ اس حکم امتناعی کی تائید میں قادیانی جماعت کے ارکان نے اپنے آپ کو ہر قسم کے ایجی ٹیشن سے دور رکھا۔ اور جو لوگ حکومت برطانیہ کے خلاف مزاحمت کے لئے عوام کو بھڑکاتے ہیں ایسے لوگوں کے ساتھ میل جول رکھنے میں اپنے آپ کو ایک فاصلے پر رکھا (ہز ہائینس پرنس آف ویلز کے نام قادیانی جماعت کا سپاس نامہ شعبہ نشر و اشاعت جماعت احمدیہ قادیان مطبوعہ راجھان پریس دہلی صفحہ ۵، اشاعت ۱۹۲۲ء)

(بقیہ ص ۴۱ پر)